کرنل محمد خاں......اُردو مزاح کے آئینے میں

ڈاکٹر سبینہ اویس

Dr. Sabina Ovais,

Assistant Professor, Department of Urdu,

Govt. College University For Women, Sialkot.

Abstract:

Humor is an integral part of human nature. It has a very strong relationship with society. Urdu literature was very much impressed by comical writings. A long list of humoristic literature was written by many renowned writers of every time. Col. Muhammad Khan is known as a great ludicrous writer in Urdu literature whose creations got popularity on every circle of literature. Owing to military background, his literary work mainly revolves around military activities. He described the military life in a very comic way. His book "Bajang Aamad" is considered a beautiful addition on military humor. He also wrote "Ba-Salamat Ravi" and "Bazme Arryai". His sense of jocularity becomes more entertaining and fascinating when it describes military way of life. This article not only discusses his writing style but also focuses on selection of different verses and their usages in humor writing. In addition, this piece of writing reflects the way Col. M. khan used to reflect aesthetic sense to show his inclination towards humor.

کرنل محمد خاں کا شمار پاکستان کے نامور مزاح نگاروں میں ہوتا ہے۔ وہ اردو کے ایسے خوش قسمت ادیب ہیں جنھوں نے اپنی اولین تصنیف کی اشاعت سے ہی اپنا نام شہرتِ دوام کے دربار میں لکھوالیا۔ انھوں نے عہدِ برطانیہ میں ہندوستانی فوج میں بھی کام کیا اور دوسری جنگِ عظیم میں مشرقِ وسطیٰ اور برما کے محاذ پر خدمات انجام دیں۔ پاک فوج کی ملازمت کے دوران ہی آپ کی اس کتاب کو اردو ادب میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ آپ مشتاق احمد یوسفی، ضمیر جعفری اور شفیق الرحمٰن کے ہم عصر تھے۔ ان کے متعلق حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انھیں پینتالیس برس تک علم نہ تھا کہ ان میں مصنفانہ اوصاف موجود ہیں۔ جس

طرح ان کا لکھنا ایک حیرت انگیز عمل ہے اسی طرح ان کا مزاح کی دنیا میں قابلِ قدر بن جانا بھی قارئین کے لیے خوش گوار حیرت کا باعث تھا۔ ایک انٹرویو میں کہتے ہیں:

''میرے حاشیہ خیال میں بھی نہیں تھا کہ میں لکھ سکتا ہوں۔ وہ تو اتفاق سے میں نے لکھنا شروع کیا تو دوست احباب کو میری تحریریں بھا گئیں۔ اور کہنے لگے کہ یار! تم تو بہت اچھا لکھتے ہو۔ لہٰذا میں لکھتا چلا گیا۔''(۱)

کرنل محمد خاں تک آتے آتے مزاح کی روایت خاصی مضبوط ہو چکی تھی۔ اردو نثر کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو پطرس بخاری اور شفیق الرحمٰن کا شمار ایسے مزاح نگاروں میں ہوتا ہے جو قیامِ پاکستان سے قبل اپنی حیثیت منوا چکے تھے۔ کرنل محمد خاں اپنے پیش رو مزاح نگاروں میں سے پطرس بخاری سے متاثر تھے۔ ایک انٹرویو میں کہتے ہیں:

''صرف ایک مزاح نگار کو میں نے بے تحاشا پڑھا ہے۔ پطرس بخاری جنھیں آج بھی اپنا پیرومرشد مانتا ہوں۔''(۲)

کرنل محمد خاں کی تصانیف میں ''بجنگ آمد''، ''بسلامت روی''، ''بزم آرائیاں'' اور ''بدیسی مزاح'' شامل ہیں۔ ''بجنگ آمد'' کرنل محمد خان کی اولین کتاب ہے جو دوست پبلی کیشنز اسلام آباد سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب کرنل محمد خاں کی زمانہء جنگ کی گزاری ہوئی زندگی کی داستان پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے متعلق بریگیڈیئر محمد اسمٰعیل صدیقی لکھتے ہیں:

''اس کتاب کا پس منظر دوسری جنگِ عظیم ہے۔ یہ مضامین ۱۹۶۲ اور ۱۹۶۵ کے درمیان لکھے گئے اور ان میں سے چند مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ وسط ۱۹۶۵ میں انھیں کتابی صورت میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور بالآخر اگست ۱۹۶۶ میں یہ کتاب شائع ہوئی۔''(۳)

''بجنگ آمد'' میں دوسری جنگِ عظیم کے دور میں برِعظیم کی غلامی پر شگفتہ طنز بھی کرتے ہیں:

''ہمارے اپنے ملک ہندوستان (اس وقت پاکستان ابھی وجود میں نہیں آیا تھا) میں تو انگریزوں کی برکت سے اس شدت سے امن برپا تھا کہ شیر بکری مع جملہ ہندوستانیوں کے ایک گھاٹ پر پانی پی رہے تھے۔''(۴)

''بجنگ آمد'' میں واضح دکھائی دیتا ہے کہ انگریز اور اہلِ برِعظیم کے مابین افسر و ماتحت کا رشتہ ہونے، فوج میں بھرتی ہونے اور ایک مشترکہ دشمن یعنی جرمن کے خلاف لڑنے کے باوجود دونوں میں خاصی مخاصمت اور کھچاؤ ہے۔

کرنل محمد خاں انسان کی سادگی، خوش گمانی اور نادانی و معصومیت کو مختلف انداز سے دیکھتے ہیں جہاں سادگی اور معصومیت حماقت کے درجے پر فائز ہوتی اور پھر اس حماقت کو وہ اپنے شاعرانہ اسلوب اور زندہ دلی کے ساتھ کچھ اس انداز سے پیش کرتے کہ تحریر کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

''بعض حضرات البتہ ایسے بھی تھے جو لفٹینی کے احترام میں اوزاروں کی وساطت کے بغیر کوئی چیز حلق سے اتارتے ہی نہ تھے۔ ان میں سے کئی ایک کو دیکھا کہ چھری کانٹا لیے پلیٹ میں مٹروں کا تعاقب کر رہے ہیں اور مٹر ہیں کہ ادھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے، قصہ

مختصر، بیش تر اس کے کہ ان مومن مٹر کو کوئی گزند پہنچتا، بیرے پلیٹیں اٹھا کر چل دیے اور لفٹین صاحبان اپنا سا منہ اور چھری کانٹا لے کر رہ گئے۔''(۵)

کرنل صاحب کے پیش کردہ زیادہ تر کردار سادگی، خود رحمی اور خوش فہمی کا عملی نمونہ ہیں۔ کرنل صاحب ایک حسن پرست انسان ہیں ان کی تحریروں کے غائر مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محفلِ حسن میں خاصے شوخ بھی ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر وحید الرحمٰن اپنے مضمون ''خندۂ سیاہ کا سالار: کرنل محمد خاں'' میں اظہارِ خیال کرتے ہیں:

''خندہ سیاہ کی روایت میں ''بجنگ آمد''، اہم ترین مقام کی حامل تصنیف ہے اور حالت، جنگ ہو یا زمانہء امن، اس سدا بہار کتاب کی تازگی اور دلچسپی ہر موسم میں قائم رہتی ہے۔''(۶)

پیشِ نظر کتاب میں جہاں پُر لطف یادگار اور قابلِ ذکر واقعات، ادوار اور یارانِ دلدار کا ذکر ہے وہاں انھوں نے اپنی اس کتاب کی معرفت اور اپنی خوش بیانی کی بنا پر ان کی دل کش تصویر کھینچی ہے۔ ممتاز مزاح نگار سید ضمیر جعفری اس کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

''انسانوں کی طرح کتابیں بھی قسماً قسم کی ہوتی ہیں مثلاً ''بزرگ کتابیں''، ''نادان کتابیں'' وغیرہ وغیرہ۔ ''بجنگ آمد'' ایک ''دوست کتاب'' ہے یعنی ایسی کتاب جس پر دل ٹوٹ کر آ جائے جس کے ساتھ وقت گزار کر آدمی دلی راحت محسوس کرے۔ جس سے بار بار گفتگو کرنے کو جی چاہے۔''(۷)

کرنل محمد خاں نے معاشرے کے مضحک پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ ان کی تحریروں میں ذاتی حوالہ اور آپ بیتی کا رنگ نمایاں ہے۔ ان کا اسلوب دل کش آہنگ، شگفتگی اور ایسی لذت کا حامل ہے جو دیگر مزاح نگاروں کی تحریروں میں کم کم ہی ملتی ہیں۔ وہ بظاہر عام مروّجہ زبان میں بات کرتے ہیں لیکن قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی لفظوں کے ذریعے جادو کر رہا ہو۔ ان کے اسلوب کو اگر رنگینی سادگی کا امتزاج کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ان کی تحریروں میں بے ساختگی بھی ہے اور فکر کا عنصر بھی موجود ہے۔

کرنل محمد خاں کی دوسری کتاب ''بسلامت روی'' ۱۹۷۵ میں منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب ان کی ریٹائرمنٹ کے قریباً چھے برس بعد شائع ہوئی۔ اس کتاب میں انھوں نے بیرونِ ملک کے تین دورے جن میں ایک نجی اور دو سرکاری تھے، ان تینوں ملکوں کے سفر پر مشتمل ہے۔

کرنل محمد خان دنیا کے جس خطے میں بھی گئے پاکستان، پاکستانی عوام کو نہیں بھلا سکے۔ بسلامت روی میں چند مقامات پر کرنل محمد خاں فرنگیوں کے معاشی استحصال کو یاد کر کے جذباتی اور تلخ ہو جاتے ہیں۔ اگر چہ تلخی اور طنز ان کی تحریروں میں شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ ''لیکن اربابِ وطن کی بے بسی اور غلامی کا احساس ایک ایسے شخص کو بھی تڑپا دیتا ہے جو خود انھی غلام بنانے والوں کی فوج میں خدمات انجام دے چکا ہو (گویا بالفاظِ دیگر اسی استحصالی نظام کا حصہ رہ چکا ہو)۔''(۸)

''پاک و ہند کے مسافر لاکھ کہیں کہ اے زر پرستانِ برطانیہ، ذرا تاریخ دیکھو، تمھارے پونڈوں کے نوٹوں میں ہمارے پسینے کی بو ہے اور اے عشوہ گرانِ انگلشیہ تمھارے عارض کی سرخی میں ہمارے جگر کا لہو ہے۔''(۹)

کرنل محمد خاں کا غالب رنگ طنز کے بجائے مزاح کا ہے۔ان کی تحریروں میں ہمارے معاشرتی اور تہذیبی رویوں پر غور وفکر کا انداز بھی پایا جاتا ہے جہاں قارئین کو بے ساختہ مزاح اور بات سے بات پیدا کرنے کا رجحان ملتا ہے وہیں معاشرے کی ناہمواریوں کو نشانہ بنانے کا رنگ بھی موجود ہے لیکن اس کے باوجود وہ زندگی کی بدصورتیوں کو کہیں بھی دانستہ ابھرنے نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ کرنل محمد خان کا انداز قاری کو دائمی مسرت عطا کرتا ہے یہی ان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔کرنل محمد خاں کی بے ساختہ، رواں اور سہل ممتنع سے مملو شگفتگی اپنی مثال آپ ہے۔وہ بظاہر تو سیدھے سادھے انداز میں کوئی واقعہ یا کہانی بیان کررہے ہوتے ہیں لیکن ان کی عبارت کے غائر مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں بھی بذلہ سنجی اور ذکاوت کی اتنی کلیاں چٹکتی نظر آتی ہیں کہ پوری تحریر ہی گل وگلزار کا منظر پیش کرتی ہے۔

کرنل محمد خاں کی تیسری کتاب ''بزم آرائیاں'' ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۰ میں شائع ہوئی۔اس میں متفرق مضامین اور کہانیاں شامل ہیں جو مختلف رسائل وجرائد کی زینت بنتے رہے۔''بزم آرائیاں'' کے متعلق ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

> ''بزم آرائیاں کسی فکرِ فروزاں کو اُبھارنے کے بجاے طلوعِ صبح خندہ کا منظر پیش کرتی ہے۔''(۱۰)

پیشِ نظر کتاب میں پیش لفظ اور مصنف بیتی کے علاوہ چودہ مضامین شامل ہیں جو مصنف کی پروازِ فکر، حسِ مزاح اور فطری رجحانات کی مکمل عکاسی اس انداز سے نہیں کرتے جس انداز کی ترجمانی ''بجنگ آمد'' اور ''بسلامت روی'' میں دکھائی دیتی ہے۔''بزم آرائیاں'' میں کرنل محمد خاں قارئینِ ادب کو شگفتہ مزاجی کے ایک نئے ذائقہ سے روشناس کرواتے ہیں۔پیش لفظ میں ان متفرق مضامین کو عشقانے، انشائیے اور آپ بیتی کی تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔اس تصنیف کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''اس کتاب کی بیش تر تحریریں تفریحی انداز میں لکھی گئی ہیں ان سے نہ ہی افراد کی عاقبت سنورنے کا امکان ہے اور نہ امتوں کی تقدیر بدلنے کا۔ہاں یہ ممکن ہے کہ ان تحریروں سے آپ کے چہرے پر نہ سہی، آپ کے ذہن میں ایک روشنی کی کرن پھوٹ پڑے......ایک فرحت کی کرن، اور یہ ہوجائے تو ہمیں اپنی پیٹھ تھپکانے کا حق ہوگا اور اگر یہ کرن نہ پھوٹے تو پھر آپ اپنی پیٹھ تھپکائیں۔''(۱۱)

زیرِ نظر کتاب میں مصنف نے پاکستانی معاشرے کی بعض برائیوں مثلاً رشوت، سفارش، مغربی تہذیب سے متاثر نوجوانوں پر طنز بھی کیا ہے اس مجموعے کے دو مضامین ''خیالاتِ پریشاں'' اور ''یہ بڑے لوگ'' معاشرتی موضوعات کی بنا پر قابلِ ذکر ہیں۔کرنل محمد خاں نے ۱۹۹۲ میں انگریزی مزاح پاروں کے تراجم ''بدیسی مزاح'' کے عنوان سے کیے۔پیشِ نظر کتاب میں ان کا فنِ ترجمہ نگاری شگفتہ اسلوب میں ڈھل کر قارئینِ ادب کو محظوظ ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔چوں کہ یہ کتاب انگریزی سے اردو میں ترجمہ شدہ کہانیوں پر مشتمل ہے اس لیے کرنل محمد خاں اسے اپنی تخلیق نہیں گردانتے۔ڈاکٹر انور سدید کرنل محمد خاں کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''محمد خاں ایک منفرد اسلوب کے طرحدار مزاح نگار ہیں۔ان کی تحریروں سے مزاح کے

شرارے اس طرح پھوٹتے ہیں جیسے رنگ و نور کی بارش ہو رہی ہو۔ان کے مزاح میں ایک صحت مند انسان کی خلقی شگفتگی اور ایک بھری پُری دنیا کے فطری حسن کا احساس ملتا ہے۔ زبان و اسلوب پر ان کی قدرت قابلِ رشک ہے۔''(۱۲)

کرنل محمد خاں کا مزاح انفرادیت کا حامل ہے اس سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی۔انھوں نے زندگی کا چہرہ مسخ کرنے والے تلخ حقائق کو دکھانے کے بجائے زندگی کی شگفتگی اور لطافت کو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔انھوں نے بعض غیر اہم واقعات کو اپنی حسِ مزاح سے بھی دلچسپ بنایا ہے۔مثلاً:

''اور اب ذرا پیچھے دیکھیں۔ایک اور ہنی مون جوڑا آ رہا ہے۔اور کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مدھ بھری جوانی میں مخمور جوڑا، بانہوں میں بانہیں اور نگاہوں میں نگاہیں ڈالے، غیروں کے وجود سے بے خبر اور فقط ایک دوسرے کے لمس سے باخبر آہستہ آہستہ کھانے کے کمرے سے نکل کر ہماری طرف آ رہا ہے فرمودہ اقبال ہے کہ کشتیِ دل کے لیے سیل ہے عہدِ شباب، جس سیلِ دوگانہ سے ان کی کشتیاں دوچار ہوئی تھیں وہ تو ان دونوں کے دل ہی جانتے تھے لیکن کشتیوں کے باہمی ٹکراؤ سے بیرونی تھپیڑوں کا یہ عالم تھا کہ ساحل نشین تماشائیوں کی من کی کشتیاں بھی ڈولنے لگیں......نوجوان نے کہ اپنے بازو بدستور محبوبہ کی کمر میں حمائل کیے ہوئے تھے......اور اگلے لمحے میں نو بیاہتا جوڑے کے لب و رخسار کا باہمی فاصلہ بتدریج صفر ہونے لگا۔''(۱۳)

کرنل محمد خاں کی تحریروں میں سفرنامہ کی خصوصیات، آپ بیتی کا رنگ، جمالیاتی اسلوب موجود ہے۔اگرچہ ''بجنگ آمد'' میں ضمنی طور پر انگریز کی اخلاقی پستی اور ''بسلامت روی'' میں لبنان، انگلستان اور سوئٹزرلینڈ کی تمدنی زندگی کا نقشہ کھینچنے کے ساتھ ساتھ تفریحِ طبع کا پہلو بھی نکلتا ہے۔انھوں نے ''بجنگ آمد'' میں جنگ کے حالات و واقعات کو بھی عیش و سرور کے انداز میں بیان کیا ہے۔وہ خود بھی لطف اندوز ہوتے ہیں اور قاری کو بھی محظوظ کرتے ہیں۔کرنل محمد خاں کا ذوقِ جمال حسنِ زن کا بھی اسیر نظر آتا ہے بل کہ اکثر اوقات ان کی جمال پسندی کی حدیں جنسیت سے بھی جا ملتی ہیں۔ان کا کمال یہ ہے کہ وہ عام واقعات کو بھی نہایت دلچسپ انداز میں بیان کرتے ہیں۔مثلاً کہتے ہیں:

''گلے ملنا بنیادی طور پر بے شک مستحسن فعل ہے لیکن اس کے پیچھے کچھ شوق، کچھ محبت کا جذبہ ہونا چاہیے۔وہ گلے ملنا کس کام کا جس کا محرک سویٹر فروشی کا جذبہ ہو۔''(۱۴)

کرنل محمد خاں کی تصانیف میں اصلاحی پہلو، مقصدیت یا مخصوص سیاسی نقطۂ نظر دکھائی نہیں دیتا۔

ان کی تصانیف میں ایک اہم چیز مقامی اثرات ہے وہ ایک محبِ وطن لکھاری تھے، علاوہ ازیں پنجابی کے الفاظ و تراکیب، جملوں اور مصرعوں اور اشعار سے کرنل صاحب نے اپنی تحریروں میں دلکش علاقائی رنگ پیدا کر دیا ہے جو منفرد بھی ہے اور اردو کے دامن کو بھی وسیع کرتا ہے۔بنابریں ہمہ کرنل محمد خاں پاکستان کے شہروں جیسے کراچی، لاہور، پنڈی، چکوال اور ان کے گلی کوچوں اور بازاروں مثلاً انارکلی، مال روڈ وغیرہ کا ذکر بڑی محبت سے کرتے ہیں۔مثلاً:

''پنڈی سے ہمیں پیار ہے ایک تو اس لیے کہ اس کے نام میں نسائیت ہے۔ لاہور اور پشاور بہت مذکر کاٹھ کے شہر ہیں۔ لیکن پنڈی کی ادائے دلبری محض تانیثیت تک ہی محدود ہے۔ نام کے لحاظ سے کراچی بھی اتنی ہی مؤنث ہے بل کہ ایک شادی شدہ کنیت بھی رکھتی ہے یعنی عروس البلاس کہلاتی ہے۔ لیکن جو شیوۂ تر کانہ دوشیزۂ پنڈی کا ہے وہ اس عروسِ ہزار داماد کا نہیں۔'' (۱۵)

کرنل محمد خاں کی تحریروں میں زندگی سے حظ اٹھانے اور عام واقعات سے لطف اندوز ہونے کا رویہ بھی موجود ہے۔ وہ شام کی اداسی، صبح کی شادابی، چمکتی دھوپ کو خوب صورت انداز میں بیان کرتے ہیں۔ وہ تمام مزاح نگاروں سے اس لیے منفرد ہیں کہ نہ شفیق الرحمٰن کی طرح ان کی تحریروں میں رومانیت ہے نہ ہی ضمیر جعفری کی طرح اپنے ماحول اور معاشرے کی مجموعی صورتِ حالات پر ہنسنے کا رویہ۔ ان کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے محدود موضوعات کو لے کر اسی میں اپنی انفرادیت کے جوہر دکھائے اور اپنی شگفتگی کے پھول کھلائے ہیں۔ آپ کا شمار عہدِ حاضر کے ذہین مزاح نگاروں میں ہوتا ہے۔ آپ نے ذہانت کے بل بوتے پر شاہکار مزاحیہ ادب تخلیق کیا۔ اردو مزاح کو کرنل محمد خاں نے ایک نیا بانکپن بخشا ہے۔ ان کو ایک مزاح نگار کی حیثیت سے بہت سراہا گیا۔ اور انھوں نے اپنی تصانیف میں لذت، شیرینی، شگفتگی، شوخی، بے باکی اور زندہ دلی کے ساتھ ساتھ جمال پسندی کا اضافہ بھی کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ انھوں نے اپنے منفرد اسلوب اور معیار قائم کر کے اردو کے مزاحیہ ادب کے وقار میں اضافہ کیا۔ محولہ بالا اوصاف کی بنا پر کرنل محمد خاں اردو مزاح نگاروں کی صف میں نمایاں مقام پر براجمان ہیں۔ مزاح کے احساس نے ہی ان کی تحریروں کو دلکشی اور دلچسپی سے ہم کنار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مزاح کے اس لطیف احساس کو ان کے فکر و بیاں کا محور قرار دیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ اظہارِ خیال کرتے ہیں:

''کرنل محمد خان کے بارے میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ وہ ایک ایسے خاص مزاح نگار ہیں جن کی شگفتگی اور دلکش اندازِ بیاں کے ساتھ ان کی ''پاکستانیت'' اور مقامی اثرات ان کو منفرد اور ممتاز مقام عطا کرتے ہیں۔ بے ساختگی، توانائی، اندازِ نظر کی تازگی اور اندازِ بیان کی شعریت نے ان کے مزاح کو آتشہ بنا دیا ہے۔'' (۱۶)

حوالہ جات

۱۔ محمد خاں، کرنل، یہ صورت گر کچھ خوابوں کے، مشمولہ: بجنگ آمد، از کرنل محمد خاں، کراچی: تخلیقی ادب، س ن، ص ۲

۲۔ ایضاً، ص: ۶۳

۳۔ محمد اسمٰعیل، بریگیڈیئر، کرنل محمد خاں: شخصیت و فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، ص: ۵۸

۴۔ محمد خاں، کرنل، بسلامت روی، راول پنڈی: مکتبہ جمال، ۱۹۸۱ء، ص: ۲۱

۵۔ محمد خاں، کرنل، بجنگ آمد، لاہور: غالب پبلشرز، ۱۹۹۴ء، ص: ۲۶

۶۔ وحید الرحمٰن، ڈاکٹر، خندہ سیاہ کا سالار کرنل محمد خان، مشمولہ: بازیافت، لاہور: اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۴ء، ص: ۱۵۱

۷۔ محمد خاں، کرنل، بجنگ آمد، ص: ۴

۸۔ رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، اردو نثر میں مزاح نگاری کا سیاسی و سماجی پس منظر، لاہور: انجمن ترقی اردو پاکستان، طبع دوم، ۲۰۱۲ء، ص: ۵۳۳
۹۔ محمد خاں، کرنل، بسلامت روی، ص: ۱۱۶
۱۰۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، س ن، ص: ۵۸۷
۱۱۔ محمد خاں، کرنل، پیش لفظ: بزم آرائیاں، لاہور: غالب پبلشرز، ۱۸۹۴ء، ص: ۹
۱۲۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب میں مزاح کی نصف صدی، مشمولہ: صریر، ماہنامہ، کراچی: ستمبر ۱۹۹۸ء، ص: ۱۴
۱۳۔ محمد خاں، کرنل، بسلامت روی، ص: ۱۶
۱۴۔ ایضاً، ص: ۱۶
۱۵۔ ایضاً، ص: ۳۱
۱۶۔ رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، اردو نثر میں مزاح نگاری کا سیاسی و سماجی پس منظر، ص: ۵۳۶

☆......☆......☆